سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا اور مشہور اخبار

جو حضرت خلیفۃ المسیح امیر المومنین سیدنا نور الدین رضی اللہ عنہ خلیفہ اول کی تحریک و ارشاد پر حضرت اولو العزم صاحبزادہ صاحب مرزا بشیر الدین محمود احمد فضل عمر رضہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۷۷

مصلح موعود خلیفہ ثانی کی سرپرستی میں زندہ ہوا۔


# الحکم

ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسہم

بیشک خدا کسی قوم کی حالت تبدیل نہیں کرتا جبتک وہ قوم اپنی حالت کو تبدیل نہ کرے

بیا در بزم مستان تا ببینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر


شرح قیمت جو پیشگی لیجائیگی
عوام سے صہ
خواص سے عنہ
ہندوستان سے باہر سے
غیر مذاہب اور غیر مستطیع احباب سے ۲ار

Digitized by Khilafat Library

قادیان دار الامان کے کارخانہ انوار احمدیہ سے ہر ماہ کی ۷ ۱۴ ۲۱ ۲۸ تاریخ کو شائع ہوتا ہے۔

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب۔ احمدی۔


| چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی |
|---|---|


جلد ۱۹ — مورخہ ۔ ۲۱ ۔ جولائی ۔ ۱۹۱۵ سنہ ۶ — نمبر ۲۴


## ایک نومسلم کی کامیابی

گذشتہ اشاعت میں شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم کی معاودت وطن کی خبر شائع کی گئی تھی۔ ۲۲۔ جون ۱۹۱۵ء کو قبل عصر شیخ صاحب قادیان پہنچے۔ حضرت خلیفہ ثانی نے ان کی آمد کی تار پہنچنے پر ہی شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم قادیانی کو بٹالہ بھیج دیا تھا۔ اور آپ ارادہ ظاہر فرمایا تھا کہ عزیز مکرم کو آگے جا کر اپنی شفقت اور نوازش کے دامن میں لیں گے۔ چنانچہ اس معمول سے حضرت قادیان سے باہر نکلے۔ اور شیخ صاحب سے جا ملے۔

شیخ عبد الرحمٰن صاحب نومسلم لاہور کی ایک معزز ہندو فیملی کے ممبر ہیں۔ اسلام قبول کرنے بعد انہوں نے اپنی توجہ علوم عربیہ دینیہ کی طرف مبذول کی اور تھوڑے ہی دنوں میں پنجاب یونیورسٹی کا مولوی فاضل کا امتحان پاس کر لیا۔ اور مدرسہ احمدیہ کے قابل اساتذہ کی ذیل میں داخل ہوئے۔ اپنی نیکی اور تقویٰ کے لحاظ سے یہ نوجوان اپنے دوستوں میں قابل عزت سمجھا جاتا تھا۔

حضرت خلیفہ ثانی (جو ان ایام میں مدرسہ احمدیہ کے ناظم تھے) اس امر کے خواہشمند تھے۔ کہ عربی لٹریچر کے جاننے والے پیدا ہوں۔ تاکہ نہ صرف ممالک اسلامیہ میں تبلیغ کے اسباب پیدا ہوں۔ بلکہ عربی جو مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے۔ اسکی خدمت ہو۔ اور عام شوق پیدا ہو۔ اس خیال سے آپ مصر میں ایسے قابل نوجوانوں کو بھیجنے کے خواہشمند تھے۔ جو اپنے عمدہ چال چلن اور محنت و استقلال کے لئے قابل اعتماد ہوں۔ اس مقصد کے لئے شیخ عبد الرحمن صاحب اور سید ولی اللہ شاہ صاحب دو نوجوان منتخب ہوئے۔ اور مصر بھیجے گئے۔ شاہ صاحب ابھی تک علاقہ شام میں ہیں۔ اور جنگ کی وجہ سے ان کی خبر بھی نہیں آتی۔ کیونکہ وہاں مراسلات بند ہیں۔ (ہم خدا کے فضل سے ان کی ہر قسم کی بھلائی کے متمنی ہیں)

شیخ صاحب اپنی تکمیل تعلیم کے بعد ۲۲۔ جون کو قادیان آ پہنچے۔ شیخ صاحب نے مصر میں نہایت سادگی اور شرافت سے اپنا زمانہ تعلیم گذارا۔ اور واپسی وطن کے وقت وہ اسی سادگی کے ساتھ داخل دار الامان ہوئے انہوں نے اپنے وقت کو نہایت دیانت کے ساتھ بسر کیا اور جس مقصد کے لئے انکو بھیجا گیا تھا۔ اس کے حصول میں لگے رہے۔ چنانچہ مسجد اقصیٰ میں انہوں نے فصیح عربی تقریر کر کے بتا دیا۔ کہ انہوں نے حضرت خلیفہ ثانی کے اعتماد و فراست کو صحیح ثابت کیا۔ شیخ صاحب کی اس کامیابی


(مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان میں باہتمام شیخ عبد الرحمن پرنٹر کے چھپکر شیخ یعقوب علی تراب مالک ایڈیٹر و پبلشر کیلئے قادیان سے شائع ہوا)

پر میں ان کو اور علے الخصوص حضرت خلیفہ ثانی کو مبارکباد دیتا ہوں ؎

یہاں مجھے یہ بھی ذکر کر دینا چاہیئے۔ کہ بعض اوقات **نومسلموں** کی تعلیم دینی یا ان کی ضروریات کے عدم انتظام کے متعلق ہمدردی کے لہجہ میں اعتراضی آواز اٹھتی ہے۔ جہاں تک اصول کا سوال ہے۔ بے شک ہم کو نومسلموں کی دینی تعلیم کا پورا فکر ہونا چاہیئے۔ اور اس مقصد کیلئے جو آواز بھی اٹھے۔ اور جہاں سے بھی اٹھے۔ اسے مرحبا کہنا چاہیئے۔ لیکن غور طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا ہم انتظام کرتے ہیں یا نہیں؟ اگر یہاں نومسلموں کی تعلیم اور ان کی ضروریات کا انصرام ہے۔ تو پھر ایسی آواز بے محل ہوگی ؎

ایک مرتبہ اس سے پہلے بھی مجھے **نومسلموں** کے متعلق لکھنے کی ضرورت پیش آئی تھی۔ اسوقت بھی میں نے یہ لکھا تھا۔ کہ نومسلموں کے اپنے فرائض بھی کچھ ہیں ؎ اب بھی میں کہتا ہوں۔ کہ محض نومسلم ہوجانا اسلام پر یا کسی مسلمان پر کوئی احسان نہیں۔ اگر ایک نومسلم **دینی تڑپ** اور جوش رکھتا ہے۔ اور وہ صدق و اخلاص کے ساتھ حصول دین کا خواہشمند ہے۔ تو قادیان سے بہتر انتظام کسی دوسری جگہ نہیں مل سکتا ؎

یہی **نومسلم** جس کی کامیابی اور شاندار کامیابی کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ کیا اس نے اپنے **دینی کورس** کو یہاں اطمینان کے ساتھ پورا نہیں کیا۔ اور تکمیل زبان کے لئے کثیر اخراجات پر اسے مصر نہیں بھیجا گیا؟

نومسلم ایسی **قابلیت اور اعتماد** پیدا کریں۔ اگر ان میں سے بعض کی غرض محض چند پیسے ہوں۔ اور وہ تھوڑے سے فرق پر ایک جگہ سے دوسری جگہ بآسانی لیجائے جا سکتے ہوں۔ تو ان کا وجود تو ایک پیسہ اور پائی کیلئے بھی گراں ہے۔

قادیان میں جسقدر نومسلم آئے ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت اور ضروریات کے لئے پوری توجہ اور کوشش کی گئی ہے۔ شیخ عبد الرحیم صاحب **نومسلم** کو جس **اخلاص و محبت** کے ساتھ حضرت **خلیفہ اول** نے تکمیل کرائی وہ ظاہر ہے۔ اور پھر ایک معزز **خاندان** نے ان کو اپنی فرزندی میں لیا۔ اور اسوقت تک وہ جماعت میں ایک مخلص اور معزز ممبر ہیں۔ **شیخ** عبد الرحمٰن صاحب جالندھری نے قادیان کے ساتھ تعلق پیدا کرکے اسلام قبول کیا۔ اور اسی سلسلے میں انہوں نے نہ صرف بی۔ اے کی ڈگری حاصل کی۔ بلکہ دین میں ایسی واقفیت پیدا کی۔ کہ نہایت **عمدہ کتابیں** انہوں نے خدمت سلسلہ و اسلام میں تصنیف کیں۔ اور یہ پہلا **شخص** ہے۔ جو نہایت خاموشی کے ساتھ **نومسلموں** میں سے **اشاعت اسلام** کے کام میں لگا ہوا ہے۔ اب بھی بعض نومسلم ان کی زیر تربیت ہیں۔ اور **نومسلموں** کے انتظام میں ان کا خاص ہاتھ اور ذمہ داری ہے۔ بعض **نومسلم** خود ان کے ہاتھ پر سکھوں میں سے اسلام قبول کر چکے ہیں۔ میں ہرگز کسی بے انصافی کا ارتکاب نہیں کرتا۔ اگر کہوں۔ کہ یہ پہلا سکھ **نومسلم** ہے۔ جس نے سکھوں میں **عملی تبلیغ** کا سلسلہ شروع کیا۔ اور ان کے لئے اور آریوں کے لئے کتابیں تصنیف کیں۔

ایسا ہی **شیخ غلام احمد** صاحب نومسلم ایک مخلص اور پر جوش واعظ ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آخری ایام زندگی میں نہایت عمدہ رائے کا اظہار فرمایا۔ اور ایسے آدمیوں کی ضرورت بتلائی۔ اسی طرح **شیخ عبد الرحمٰن قادیانی** ایک **اخلاص مند غیور** نومسلم ہے۔ جس کی بعض خصوصیتیں قابل رشک ہیں۔ وہ بھی **علمی اور دینی** ترقی میں کسی سے پیچھے نہیں۔ اور بھی بعض نومسلم ہیں غرض نومسلموں کی **تعلیم و تربیت** کا بہترین انتظام یہاں ہے۔ اور کبھی ان کی بہتری و بھلائی کے لئے روپیہ خرچ کرنے میں تجمل نہیں کیا گیا۔ بلکہ بڑی فراخدلی سے روپیہ صرف کیا جاتا رہا ہے ؎

احمدی قوم نے اسبارہ میں جو کوشش کی ہے۔ اور جس قربانی اور ایثار کا نمونہ دکھایا ہے۔ وہ لائق ہے کہ ہاں نومسلم اپنے **مقاصد زندگی** اور تبدیل مذہب کے اغراض خاصہ کو سامنے رکھ کر یہ کوشش کریں۔ کہ انہوں نے جس مذہب کو اختیار کیا ہے۔ اس سے پوری واقفیت حاصل کرنی چاہیئے۔

**بہرحال** میں شیخ صاحب کو کامیاب واپس آنے پر مبارکباد دیتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں۔ کہ نومسلم احباب ان کی طرز زندگی سے فائدہ اٹھا کر ان کے نقش قدم پر چلنا پسند کریں گے ؎

---

## دار الامان کا ہفتہ

**۱**۔ حضرت اقدس **خلیفۃ المسیح ثانی** ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کی طبیعت الحمد للہ بہت اچھی ہے۔ **سفر لاہور**۔ (جس کے حالات بعد میں شائع ہونگے) آپکی صحت اور سلسلہ کیلئے بہت بابرکت ثابت ہوا ہے۔ ۷ جولائی ۱۹۱۵ء سے ۱۲ جولائی ۱۹۱۵ء تک آپ ہاں رہے اور اس عرصہ میں تبلیغ و **اتمام حجت** کا سلسلہ ہر طرح سے جاری رہا **پیغامی حضرات** سے بھی نامہ و پیام ہوا۔ علماء شہر سے بھی علماء سلسلہ عالیہ احمدیہ نے تبادلہ خیالات کرکے اتمام حجت کیا۔ حضرت اقدس نے خطبہ جمعہ اور ایک خطبہ نکاح کے علاوہ ایک پبلک تقریر "**حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آسمانی پیام**" پر مشتمل فرمائی اور مستورات میں ایک تقریر فرمائی۔ پبلک لیکچر ایسا موثر تھا کہ حاضرین جلسہ بت بنے ہوئے ختم تقریر کے بعد بھی بیٹھے رہے۔ اور جبتک قریشی صاحب نے عشاء کی اذان نہ دلوائی۔ لوگ اٹھنے کا نام نہ لیتے تھے۔ حاضرین میں ہر طبقہ کے فہمیدہ اور صاحب علم و امتیاز لوگ تھے۔ مجمع دو اڑھائی ہزار کے قریب تھا۔ لیکچر اشتہار اسی روز شائع کیا گیا ؎

**۲**۔ دیگر ممبران خاندان نبوت بھی خدا کے فضل و کرم سے بہمہ وجوہ بخیریت ہیں اور سفر لاہور میں حضرت خلیفہ ثانی کے ساتھ تھے۔ مع الخیر واپس آئے۔

**۳**۔ نواب صاحب قبلہ مالیر کوٹلہ تشریف لے گئے۔ ۱۸ کی صبح کو حضرت میر ناصر نواب صاحب شملہ جانے کے لئے روانہ ہونیوالے ہیں۔

**۴**۔ مدرسہ تعلیم الاسلام اور مدرسہ احمدیہ موسمی تعطیلات کیلئے بند ہوگئے ہیں طلباء کو وصول چندہ کیلئے رسید بہیاں دیگئی ہیں۔ احباب ان بچوں کو قومی معاملات میں دلچسپی لینے کے لئے ان کی حوصلہ افزائی کریں۔ **۵**۔ رمضان شریف ۱۵ جولائی سے شروع ہوا ہے۔ مسجد اقصیٰ میں اول حصہ شب میں حسب معمول تراویح ہوتی ہے حافظ محمد جمال صاحب قرآن مجید سناتے ہیں۔ اور مسجد مبارک میں سحری سے پہلے قاری عبد اللطیف صاحب قرآن سنانے کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔ **۶**۔ اخبار فاروق کے جلسے جلد اجراء کیلئے میر قاسم علی صاحب کوشش کر رہے ہیں۔ وہ یو۔ پی اور بہار کے سفر سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔ بہت جلد اسکے ڈیکلریشن وغیرہ کے متعلق ابتدائی اور ضروری امور کے تصفیہ کی کوشش کر رہے ہیں۔ **۷**۔ الحمد للہ کہ قرآن مجید کا پہلا پارہ طبع ہونا شروع ہوگیا ہے جبوقت یہ پارہ شائع ہوگا۔ دنیا کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ اس سے بہتر قرآن مجید آجتک شائع نہیں ہوا۔ حقائق و معارف کے جواہرات سے خزانے ہیں جو حضرت فضل عمر کے عہد میں لٹائے جا رہے ہیں۔ کاغذ۔ کتابت اور طبع میں خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ انگریزی ترجمہ کا کام بھی جاری ہے اور اسکی قبولیت کے آثار نمایاں پہلے پارہ کی اشاعت اس حقیقت کا اظہار کردیگی۔ **۸**۔ رسالہ احمدی خاتون انشاء اللہ اس ماہ میں شائع ہو جائیگا خریداران رسالہ آگاہ رہیں۔ **۹**۔ رمضان شریف کو قرآن مجید سے خاص نسبت ہے قرآن مجید کی تلاوت سعادت کا موجب ہے۔ ستر سواں پارہ کے ترجمہ اور تفسیری نوٹ شائع ہو چکے ہیں۔ اور حضرت فضل عمر چاہتے ہیں کہ یہ سلسلہ جاری رہے۔ احباب فوراً دفتر الحکم سے ایک روپیہ فی پارہ کے حساب سے طلب کریں بہ منشی غلام میراں صاحب

# جنگ میں انسانیت سوز وحشت

## جرمن سفاکیوں کی ایک مختصر رپورٹ

گذشتہ اشاعت میں جرمن کی زہریلی گیسوں کے استعمال کے متعلق خلاف ورزی معاہدہ ہیگ کا اظہار کیا جا چکا ہے۔ آج ذیل میں ہم اس کمیٹی کی رپورٹ میں سے اقتباسات درج کرتے ہیں۔ جسے برطانوی پارلیمنٹ نے ان تمام ظلموں کی تحقیقات کیواسطے مقرر کیا تھا۔ جو جرمنوں سے منسوب کئے جاتے تھے۔ اس کمیٹی نے اپنی رپورٹ جسے برطانوی صدر اعظم نے گورنمنٹ برطانیہ کی طرف سے موجودہ جنگ میں جرمن مظالم کی تحقیقات کے واسطے مقرر کیا تھا۔ ۱۲ - ماہ گذشتہ کو شائع کی ہے۔ کمیٹی کے ممبروں میں حسب ذیل اصحاب شامل تھے۔ لارڈ برائس - صدر کمیٹی - سر فریڈرک لوچک - بیرونٹ کے سی سر ایڈورڈ کلارک کے سی - سر کنیلم ڈگبی کے سی بی سی بی - سر ایڈورڈ - بیونکیسن - کے سی - مسٹر ایچ - اے ایل فشر مسٹر ہرلڈ کوکس - (ایڈیٹر)

تمام وہ اصحاب جو میدان تاریخ سیاست اور قانون میں اکمل تسلیم کئے جاتے ہیں۔ سب اس کے متعلق متفق الرائے تھے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ گذشتہ ستمبر میں جب تمام ملک بلجیم میں جرمن مظالم کی کہانیاں سنکر لرز رہا تھا۔ تو گورنمنٹ نے ان رپورٹوں کی تحقیقات اور ایسے اشخاص کی شہادت بہم پہنچانی شروع کی۔ جنہوں نے بچشم خود دیکھا تھا۔ اور کمیٹی کے پاس جرمن مقتولین کے چند ایک روزنامچے بھی موجود تھے۔ یہ بیشک بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان میں دروغ بیانی وغیرہ کا شبہ نہیں کیا جا سکتا*

### بلجیم میں جرمنوں کا سلوک

جنگی کارروائی کے شروع ہوتے ہی لیج پر جرمن پیشقدمی کے وقت راستہ پر کے گاؤں کی سول آبادی کو خوفناک خطرات جنگ سے پالا پڑا۔ ناور ے جو سرحد کے قریب ہے۔ واقع ہے۔ ایک شاہد کا بیان ہے ۴ - اگست ۱۹۱۴ء کو ۲ بجے دوپہر میں نے ناور کے سٹیشن کے قریب پانچ اہلان (جرمن عسکری) دیکھے۔ یہ پہلے جرمن سپاہی تھے۔ جو میں نے دیکھے تھے ان کی معیت میں ایک جرمن افسر اور چند جرمن سپاہی موٹر میں سوار تھے۔ ان سپاہیوں نے جو گاڑی میں سوار تھے۔ قریب ہی کے دو آدمیوں کو آواز دی۔ وہ نوجوان آدمی خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلے۔ اس پر جرمنوں نے ان پر گولیاں چلائیں۔ اور ان میں سے ایک کو مار ڈالا۔ گاؤں کے گاؤں جلا کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ اور لوٹ لئے گئے۔ اور سول آبادی کے ہر دو فرقوں کا قتل عام کیا۔ اور آدمیوں کو چن چنکر دستوں میں خاص خاص طریقوں سے سر قلم کیا۔ اسی طرح ناور میں پچاس آدمی جو جلتے ہوئے مکانوں سے بچ نکلے تھے۔ پکڑے گئے۔ اور شہر کے باہر گولی سے اڑا دیئے گئے۔ میلن میں چالیس آدمی گولی کا نشانہ بنائے گئے۔ ایک گھر میں والد اور والدہ کو قتل کر دیا گیا۔ اور ۲۲ سالہ لڑکی کے ساتھ جبر و تعدی کا سلوک کیا گیا۔ حتٰی کہ اس نے شدت ظلم و تکلیف سے جان دیدی۔

ان نقصانات سے تنگ آکر جو انہوں نے قلعہ فلبیرن کی مدافعت میں اٹھائے تھے۔ اور سول آبادی کی طبیعت سے مخوف ہو کر اور ساتھ ہی اغلباً یہ خیال کرتے ہوئے کہ شروع ہی میں ہم بیشمار صعوبتوں سے بلجیم قوم کی حمیت کو تباہ کر دیں گے۔ جرمن افسروں اور سپاہیوں نے سول آبادی کا قتل اپنی عادت میں ہی داخل کر لیا۔ اس پر کس سرعت و عجلت سے عمل کیا گیا ہے۔ اس کا اظہار کرٹ ہانین کے روزنامچے سے ہوتا ہے۔ جو کہ ۱۵ - اگست کو قلعہ فلبیرن کے سامنے موجود تھا۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ حالت نہایت خطرناک تھی۔ کیونکہ بدول سول آبادی ادھر ادھر موجود تھی۔ پانچ گھروں کا صفایا کیا گیا۔ اور ان کے مالکوں کو گرفتار کر کے اگلے روز گولی سے اڑا دیا گیا۔ ہوری لی رومان میں برگو ماسٹر کا بھائی اور ایک پادری سپرد تلوار کئے گئے۔ باردی میں سپاہیوں نے جلتے ہوئے مکانات کے دروازوں اور کھڑکیوں پر گولیاں چلائیں۔ تاکہ اہل خانہ کہیں بچکر نکل نہ جائیں۔ ونیری بالکل تباہ کر دیا گیا تھا۔

میں نے بچشم خود کمیشن یافتہ افسروں کو آتشزدگی کے متعلق ہدایات دیتے ہوئے اور آگ لگواتے ہوئے دیکھا ہے۔ ایک باقاعدہ فرش پر لوبان ڈالکر کیا جاتا تھا۔ اور بعد میں آگ لگا دی جاتی تھی۔ اپنے اور دیگر مکانوں میں نے دیکھا۔ کہ افسر آگ لگانے سے پیشتر ریوالور ہاتھوں میں لئے ہوئے آتے ہیں۔ اور چینی کے برتن اور دیگر ساز و سامان پہلے مکان سے باہر نکلوا لیتے ہیں۔ اسکے بعد فوراً مکانوں کو آگ کے سپرد کرنیکے لئے حکم دیدیا جاتا ہے۔ ۵ ا ماہ اگست کا واقعہ ہے۔ کہ دو افسروں نے میرے گھر کا ملاحظہ کیا۔ اور یہ دیکھکر کہ اس میں کچھ ایسی اشیاء موجود ہیں جو ضائع کرنے کے قابل نہیں۔ ایک چٹ لکھی۔ کہ اس گھر کو بچا لیا جائے۔ اور اسے دروازہ پر چسپاں کر گئے۔ اور جب قیمتی اشیاء حاصل کر لی گئیں تو فوراً مکان جلا دیا گیا۔ میں نے دروازہ پر سے چٹ کو اکھاڑا اور اپنے پاس محفوظ رکھا۔ اصلی چٹ کمیٹی کے روبرو پیش کی گئی۔ دوسرے گواہ نے بیان کیا۔ کہ میلی گرانڈی میں میرے مکان پر ۱۶ ماہ اگست کو جرمنوں نے مجھے قید کر لیا۔ گھر واپس ہوتے ہوئے راستہ میں میں اپنی پڑوسن مسٹر . . . . سے ملا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ بعض جرمن سپاہی میری لڑکی کی عصمت دریزی کے لئے اٹھا کر لے گئے ظلم ہے کہ اسے ½ ۸ ماہ کا حمل تھا۔ ان میں سے دو نے اس کی آبرو ریزی کی۔ اور دوسرے ہی روز اس کے ہاں بچہ پیدا ہؤا*

### لیج میں حرامکاری

ایک جرمن روزنامچہ کے اندراج سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ۱۹ - اگست کو جرمن سپاہیوں نے حرامکاری شروع کی۔ اور دوسرے روز ایک قتل عام ہؤا۔ جنرل کولیر کا بیان ہے۔ کہ پاہ پر طالبعلموں نے گولیاں چلائیں روزنامچہ میں درج ہے۔ "رات کے وقت باشندوں نے بغاوت کی۔ چالیس آدمی گولی سے اڑا دیئے گئے۔ اور پندرہ گھر تباہ کر دیئے گئے۔" بلجیم شاہدین اسبات سے انکار کرتے ہیں۔ کہ جرمن سپاہ کو کسی قسم کی ایذا پہنچائی گئی ہو۔ ان کا بیان ہے۔ کہ یہ سب کچھ پہلے ہی سے تیار کیا تھا۔ مکانات باقاعدہ باروں سے جلائے گئے۔ اور اہل خانہ کو بندوق کی گولیوں سے باہر نکلنے سے روکا گیا۔ دوسرے روز بہت سی قتل کی وارداتیں وقوع میں آئیں۔

ایک سپاہی کا بیان ہے۔ کہ یونیورسٹی کے مکانات میں ۱۵ افسروں کی عورتوں کے ارد گرد کھڑے ہوئے تھے۔ یہ کام سب سے پہلے افسروں نے شروع کیا۔ بہت سی عورتوں کو اس حالت میں غش آگیا۔ اور انہیں زندگی کی ظاہرا طور پر کوئی علامت نظر نہیں آتی تھی۔ شروع ہی سے ایسے افعال قبیحہ تمام ضلع بھر میں بکثرت ہوئے ہیں جرمن روزنامچوں کی تحریروں میں سے ایک تحریر سے معلوم ہوتا ہے*

ہم نے بلجیم سرحد کو ۱۵۔ اگست سہ پہر کو عبور کیا۔ اور پھر آہستہ آہستہ بڑھتے گئے۔ حتٰے کہ ہم خاص بلجیم میں پہنچ گئے شاذ ہی کوئی ایسا موقعہ ہوگا جس کا خوفناک نظارہ ہمارے پیش نظر نہ ہو۔ مکان جلا دیئے جاتے تھے۔ اور باشندوں کا تعاقب کر کے بعض کو گولی اُڑا دی جاتی تھی۔ سینکڑوں مکانوں میں سے ایک بھی نہیں بچا پایا گیا۔ ہر ایک چیز لوٹ لی جاتی تھی۔ ہم بمشکل ایک شہر سے گذرتے ہوں گے۔ کہ دوسرا شہر پہلے ہی جلا دیا جاتا تھا۔ حتٰے کہ اسی طرح سے یہ سلسلہ جاری رہا۔

قصبہ تائی ٹکول پر ۱۲۔ اگست کو قبضہ کیا گیا۔ اور ۲۰۔ کو نمور پر حملہ ہوا۔ اسی دن انداں میں قتل عام شروع ہوا جس میں کہ ہم بغیر کسی قسم کی مزاحمت کے اس سے پہلے دن داخل ہوئے تھے۔ دو گھنٹے سے زیادہ تک کے لئے بندگان خدا کا خون بہایا جاتا رہا۔ اور اسی طرح رات کو بھی وقفہ وقفہ کے بعد ہوتا رہا۔ بڑی معتبر شہادتوں کے لب لباب کے متعلق رپورٹ میں یوں تحریر ہے۔ سات بجے کے قریب جب آگ قدرے مدھم ہوئی۔ تو اہل قصبہ کی ایک کثیر تعداد شکارگاہوں کی طرف بھاگ نکلی۔ اور باقی ماندہ لوگ اپنے اپنے مکانات میں پڑے اسوقت سٹیشن کے قرب و جوار میں تمام مقامات میں شعلے بلند ہو رہے تھے۔ اور دو کلو میٹر تک تمام مکانات دھڑا دھڑ جل رہے تھے۔ ۲۱۔ ماہ اگست کو صبح کے ۶ بجے جرمنوں نے باشندوں کو باہر پھینکنا شروع کیا اور اس قتل عام میں تقریباً ۱۰۰ جانیں ضایع ہوئیں۔ ایک قبیلے کے آٹھ آدمیوں پر ہاتھ صاف کیا گیا۔ ایک آدمی کو مشین والی توپ کے قریب لایا گیا۔ اور اس میں سے اس پر گولے پھینکے گئے۔ اس کی بیوی ایک گاڑی پر اس لاش کو گھر لائی۔ نمور کے قرب و جوار میں اکثر جور و ظلم سے کام لیا گیا۔ سرشو ویلیٹیا میں ایک سپاہی نے چند جرمن سپاہیوں کو ایک فارم میں گھستے ہوئے پایا۔ وہاں ایک زخمی آدمی تھا۔ انہوں نے اسے شیڈ میں دھکیل دیا۔ اور اس کے اندر تنکے وغیرہ ڈال دیئے جرمنوں نے تنکوں کو آگ لگا دی۔ اور آن کی آن میں تمام فارم سے شعلے نکلنے لگے۔ ضروری ہے۔ کہ دہقان اسکا قبیلہ اور زخمی آدمی سب اندر ہی جلے سڑے ہوں

## نمور پر آتشباری

ایک پیشہ ور صاحب کا بیان ہے۔ کہ نمور کو باقاعدہ چھ مختلف جگہ آگ لگائی گئی۔ تقریباً ۱۴۰ مکانات تو بالکل ہی جلا دیئے گئے۔ جرمن داخلے سے چند دن پیشتر بلجیمی حکام نے اس مضمون کے نوٹس جاری کر دیئے تھے۔ کہ جرمنوں کو کسی قسم کی ایذا نہ پہنچائی جائے۔ ۲۵۔ کو نمور کے شفاخانہ کو چار کول سے باقاعدہ آگ لگا دی گئی۔ تمینیز واقعہ میوز اور دیگر مضافاتی مکانات میں بوڑھوں بچوں۔ عورتوں کو ارادۃً سپاہیوں نے تہ تیغ کیا۔ تمینیز میں ایک عورت نے اپنے ۱۵ سالہ لڑکے کو گولی سے اڑتے ہوئے دیکھا۔ اور ایک یا دو دن بعد ایک لڑکی اور اس کے دو بڈھا بوبول کو بغیر کسی خاص وجہ کے نشانہ بندوق بنایا۔ ۲۲۔ اگست کو ایک گورہ نے احاطہ عام کو لاشوں سے بھرا ہوا دیکھا۔ جن میں اس کی بیوی اور بچہ کی لاشیں بھی موجود تھیں۔ اسکا بیان ہے کہ میری بیوی کے جسم پر گولی کے دو نشان تھے۔ ایک سر پر اور دوسرا چھاتی کے بائیں جانب اور چھوٹی لڑکی کے گلے میں گولی لگی ہوئی تھی۔ میں نے اکوس کے گرجے کے پادری کی لاش کو بھی دیکھا۔ جس کے کان اور ایک بازو جسم سے بالکل قطع کر دیئے گئے تھے۔ منگنی سر ستمبر میں میں نے آتش افروز جماعت کو بازوؤں پر خاص نشان لگائے ہوئے دیکھا۔ جنہوں نے اوپر سے نیچے کی طرف جاتے ہوئے بمب سے اڑ جانے والے مادے کی بہت سی مقدار پھینکی۔ کوچہ میں ۱۳۰ گھر جلا کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ جمٹ میں ایک زخمی لڑکی پر جو کہ بھٹی میں چھپ گئی تھی۔ ایک جرمن سپاہی نے گولی چلائی۔ اور وہ دوسرے ہی روز چل بسی۔ چارہ کے ایک گواہ کا بیان ہے۔ کہ اس نے جرمنوں کو مکانات کے تہ خانوں میں خشک گھاس پھینکتے ہوئے دیکھا۔ جو کہ اگلے دن جلا دیئے گئے تھے۔ لیکن جن کے تہ خانوں میں ابھی تک زندہ آدمی موجود تھے۔ اسپر انہوں نے اس خشک گھاس کو آگ لگا دی۔

ایک عورت بیان کرتی ہے۔ کہ مارشینر یو پوٹین ایک نوجوان ۱۷ سالہ لڑکی کو ایک جرمن نے ایک کھیت میں جو اسکے گھر کے پیچھے تھا۔ مار ڈالا۔ میں نے اس کی لاش کو دو دن بعد دیکھا لاش بالکل تھی۔ اور چھاتی زخموں سے بھیگی ہوئی تھی۔ مجھے اطلاع ملی۔ کہ لڑکی نے جرمنوں کو غلطی سے انگریز تصور کرتے ہوئے انگلش زندہ باد کا نعرہ لگایا۔ اسپر اُسے کھیت میں گھسیٹ لیا گیا۔ اور اسپر جبر و ظلم کیا گیا۔ اور بعد میں اُسے مار ڈالا گیا

ایک سکیسن افسر کا روزنامچہ جرمن فوج کی ڈینانشا اور ہتیلی کی کارروائی پر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ اس کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں۔ ۲۳۔ اگست دو ۶ انچہ ہوٹزر بالآخر کامیاب ہوئیں۔ اور صرف ۲۰ گولوں سے یود تیز کو زمین کے برابر کر دیا عامۃ قتل شدہ آدمیوں کی لاشوں کا نظارہ ناقابل بیان ہے گاؤں کے تمام مکانات بالکل تباہ و برباد کر دیئے گئے۔ ہم نے کونوں میں سے باشندوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالا۔ عورتوں بچوں سب کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ اور بعد میں گرجا کو جلا دیا۔ باشندے ۱۵ ہزار فرانک دیکر ان تمام ناقابل برداشت مصائب سے بچ سکتے تھے۔ ۲۶۔ اگست ہم نے لیمز کی طرف کوچ کیا۔ میرا خیال ہے۔ کہ مستقبل میں ایسی سفاکیاں نہیں کی جائیں گی۔ بیپ میں پورے دو سو ۲۰۰ آدمی مار ڈالے گئے ۳۰۔ ستمبر تا حال ہم رتھیلی میں مقیم ہیں۔ گذشتہ زمانہ کے وحشی بھی اسقدر نقصان نہ کرتے۔ یہ مقام ہماری فوج کے لئے باعث ہتک ہے۔ دستوں کے کمانڈر ایک حد تک اسقدر نقصان کے ذمہ وار قرار دیئے جا سکتے ہیں۔ ایرشوٹ میلنز دلورڈ اور سودیں کورڈ زیگی ۱۹۔ اگست کو دشمن کے قبضہ میں گیا اور اس تاریخ سے وہ تباہی کا ایک خوفناک منظر ہو گیا۔ جس کے متعلق کمیٹی کو کافی شہادت موصول ہوئی ہے جرمنوں کی آمد ہی پر باقاعدہ قتل و غارت شروع ہو گئی تھی۔ شہر ارشوٹ کی داستان عام طور پر مشہور ہے۔ لیکن کمیٹی کے اخذ کردہ نتایج بھی دلچسپی سے خالی نہیں۔ جرمن سپاہ ۱۹۔ اگست کو ارشوٹ میں داخل ہوئی۔ مکانات کو خاص اہتمام سے آگ لگائی گئی۔ لوگوں کو جلتے ہوئے مکانوں سے کھینچ کھینچ کر باہر لایا گیا اور وہ کوچوں میں گولی سے اڑا دیئے گئے۔ دو پہر دن بہت سے مویشیوں کو بمعہ بارگ ماسٹر کے قصبہ کے ایک افسر کے احکام کے بموجب گولی سے اڑا دیا گیا۔ جنگ میلنز سے بعد ہی فوج کی پسپائی کے وقت قتل و غارت کا ایک سلسلہ شروع ہوا۔ بہت غیر مسلح آبادی کو بمعہ عورتوں اور بچوں کے قتل کر دیا گیا۔ اور شہادت سے معلوم ہوتا ہے۔ گگاؤں والوں کا قتل دیدہ دانستہ کیا گیا۔ گورہ کا بیان ہے۔ کہ اس نے ایک جرمن سپاہی نے ایک عورت کو قتل کرنے کے بعد اس کی چھاتی کاٹتے ہوئے دیکھا۔ اور کوچوں میں بہت سی لاشیں دیکھیں۔ ایک شادی شدہ عورت نے ایک سپاہی کو دیکھا۔ کہ وہ ایک دو سالہ شیر خوار بچہ کے پیٹ میں سنگین گھونپے ہوئے ہے۔ اور اس کے ساتھی مزے سے گیت گاتے جا رہے ہیں۔ مکانوں اور کوچوں میں ہامفیڈ میں بھی بہت سی لاشیں پڑی ہوئی دیکھی گئیں۔ ایک نوجوان کی کلائی قطع کر دی گئی ایک پانچ چھ سالہ لڑکے کے دونوں ہاتھ قطع کر دیئے گئے۔ عورتوں اور بچوں کے سنگینیں گھونپ دی گئیں۔ اور ایک نوجوان عورت کی چھاتی بالکل کاٹ ڈالی گئی۔ اور مختلف وردٹ۔ ایگھم رلیلوٹ۔ دلورڈ۔ بیرنٹ۔ ہیپٹ اور وزچیٹر کے متعلق

وحشتناک کہانیاں سننے میں آئی ہیں۔ ایک مزدور کا بیان بطور کہانی کے درج ذیل کیا جاتا ہے۔

براتبٹ میں میں نے دیکھا۔ کہ ایک ۸۰ سالہ پادری سے بدسلوکی کی گئی۔ وہ دیگر قیدیوں کے ساتھ وہ بھی لایا گیا۔ وہ تیز نہیں چل سکتا تھا۔ ایسے دھکوں سے چلایا گیا۔ اور رائفل کی ٹھوکروں سے بیچارہ گرتے پڑتے پہنچایا گیا ایک سپاہی نے پیچھے سے اسکی گردن میں سوئی گھونپ دی۔ ضعیف العمر پادری نے التجا کی۔ کہ اسے گولی ماردی جائے۔ لیکن افسر نے کہا۔ کہ وہ تمہارے لئے زیادہ آرام دہ ہے۔ وہاں سے اسے ایک مکان کے عقب میں لے گئے۔ پھر وہ واپس نہیں آئے۔

جب بلجی سپاہ ورچیٹر میں پہنچی۔ تو وہاں ایک مکان میں چھ لاشیں ملیں۔ لوگوں نے وہاں بیان کیا۔ کہ تمام قبیلہ کو اس لئے گولی ماردی گئی۔ کہ ایک نوجوان لڑکی اپنے کو جرمنوں کے حوالہ نہیں کرتی تھی۔ اور گھر کے دیگر آدمی اس بات پر اس کی حمایت کرتے تھے۔ بلجی سپاہیوں نے ستمبر میں جب ارشوٹ پر قبضہ کیا تو انہیں بہت سویلینوں کی لاشیں ملیں۔ ان میں سے بعض کوؤں میں پھینکی ہوئی تھیں۔ اور بعض زندہ جلا دیئے گئے۔ ہیچٹ میں بلجیم والوں نے ایک دو سالہ لڑکے کو کارم کے دروازے سے میخوں کے ذریعہ ٹنکا ہوا پایا۔ اور باغ میں ایک پانچ چھ سالہ لڑکی کی لاش پڑی ہوئی پائی گئی۔ جسکی پیشانی پر گولی کا نشان تھا۔ کمیٹی کی رائے میں یہ ایک ایسا جرم ہے جسے کسی صورت میں بھی یقین نہیں کیا جا سکتا لیکن شہادت کی رو سے لازمی طور پر قبول کرنا پڑتا ہے کہ بلویاس میں دو بچوں کو ایک گاڑی میں قتل کر دیا گیا۔ اور ان کی لاشوں کو اکثر گواہوں نے دیکھا ہے۔ ایکیم میں ایک دو سالہ بچے کو ایک نیزے سے زمین میں گاڑ دیا گیا اور ایک عضو شکستہ اور دردہ سے بیکل بڑھیا دیرد کے قریب سڑک پر دیکھی گئی۔ سودبن کی لوٹ۔ کمیٹی لودین کے واقعات کے متعلق مشہور و معروف آدمیوں کی بڑی قیمتی شہادتیں موصول ہوئیں۔ ۲۵ کی شام کو لودین سے تین کلومیٹر کے فاصلہ پر بھی گولہ باری کی آواز سنی جا سکتی تھی۔ شہر میں ایک عام ہیبت طاری تھی۔ اس کے بعد آتش اندوزوں کے دستوں نے اپنا کام شروع کر دیا۔

۲۶ - کو شہر سودین میں قتل آتشزدگی اور تباہی شروع ہوئی۔ عمارات یونیورسٹی و گرجائے سینٹ پیٹر اور بہت سے مکانات جلا کر خاک سیاہ کر دیئے گئے۔ بہت باشندوں کو قتل کر دیا گیا۔ اور باقیوں کو قید کر لیا گیا۔ ایک مزدور نے ایک عورت کو دیکھا جسکو درمیان سے کاٹکر کوچہ میں پھینک دیا گیا تھا۔ اسکا بیان ہے کہ اس نے ایک سپاہی کو دیکھا۔ جو ایک عورت کو بالوں سے گھسیٹتے ہوئے لیجا رہا تھا۔ اس نے ایک اور سپاہی کو دیکھا جس نے سنگین کی نوک پر ایک آدمی کو اٹھایا ہوا تھا۔ ایک تعلیم یافتہ عورت سے ایک چھ سالہ لڑکی کے قتل کی کیفیت معلوم ہوئی۔ بہت سے آدمی تہ خانوں میں جا چھپے تھے۔ لیکن سپاہیوں نے انہیں سوراخوں میں سے گولی ماردی۔ ۲۹ - کو قیدیوں نے ہیلنر کی سڑک کے ساتھ کوچ کیا۔ اور لاشیں راستہ میں پڑی ہوئی تھیں۔ ان میں سے بعض کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ اور بعض جلادیئے گئے تھیں۔ اور باقی بچوں کو گولی سے اڑا دیا گیا تھا۔

## کمیٹی کی قائم کردہ رائے

ہر دو قسم کی ظلم اور سفاکی میں کوئی تمیز ضروری ہونی چاہئیے وحشت اور درندگی کے ذاتی فعل تو بکثرت وقوع میں آئے۔ تقریباً تمام جنگوں میں ہی ایسے ظالمانہ افعال سرزد ہوا کرتے ہیں۔ کمیٹی کا بیان ہے۔ کہ جنگ موجودہ میں اسبات کی شہادت موجود ہے۔ کہ غیر مسلح آبادی کا اسقدر قتل کیا گیا ہے۔ کہ سابقہ جنگوں میں جو مہذب قوموں کے درمیان وقوع میں آئے ہیں۔ اسکی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ کہ یہ حرکت ارادۃً وقوع میں لائی گئی ہے۔ اسبات کی شہادت مذکرہ صدر بیانات سے مل سکتی ہے۔ ہر ایک مقام پر قتل و غارت احکام سے وقوع میں آیا۔ یہ ایک مقررہ تاریخ پر ہی بند ہوا۔ بعض افسروں جنہیں اس کام پر تعین کیا گیا تھا۔ اسے قدرے پس و پیش سے سرانجام دیا۔ اور وہ کہتے تھے۔ کہ وہ محض اپنے افسروں کے احکام کی تعمیل کر رہے ہیں۔ یہی وجوہ تباہی جائداد کے بھی ہیں۔ مکانات کا جلانا بھی پروگرام کا ہی ایک جزو سمجھنا چاہئیے۔ گاؤں اور شہروں کے خاص خاص حصے محض مرعوب کن پالیسی کے اظہار کیلئے ہی آگ کی نذر کئے گئے۔

جرمن گورنمنٹ نے ان سختیوں کو فوجی ضروریات کی وجہ سے حق بجانب قرار دینے کی کوشش کی ہے ایک حملہ اور وقوع جرم پر تحقیقات کے بعد مشتبہ مجرم پر گولی چلائی جا سکتی ہے لیکن جو کچھ کہ جرمن سپاہیوں نے جائز رکھا۔ وہ یہ تھا کہ انہوں نے گاؤں کے سویلینوں کو بغیر کسی قسم کی تمیز کے پکڑا اور سب کو قتل کر دیا۔ اور جنکو انہوں نے منتخب کیا۔ انہیں دار پر لٹکا دیا۔ لودین میں ایک جرمن افسر نے ایک گورہ سے کہا۔ میں محض احکامات کی تعمیل کر رہا ہوں۔ اور اگر میں ایسا نہ کروں تو مجھے فوراً گولی سے اڑا دیا جائیگا۔

برسلز میں ایک اور افسر نے بیان کیا۔ جو کچھ ہمیں اعلیٰ فوجی افسروں سے کرنیکا حکم ملا ہے۔ ہم نے عملی طور پر اسکا عشر عشیر بھی نہیں کیا۔ جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ کہ عملی طور پر ظلم و تعدی کے کاموں کو جرمن سپاہ کی طرف منسوب کرنا خواہ وہ مخموری کی حالت میں ہی کیوں نہ کئے جائیں۔ ایک ناانصافی ہوگی۔ کیونکہ یہ وحشی منش اور آوارہ لوگوں کا کام ہے۔ اگر سپاہیوں کو سویلینوں کے قتل کا حکم دیا جاتا تو ایسے افسوسناک واقعات کی بہت ہی کم تعداد ہوتی۔ دو قسم کے قتل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ ان میں سے ایک بالکل نئی قسم کا اور دوسرا بےنظیر ہے پہلا امن پسند شہریوں کو بطور یرغمال گرفتار کرنا جو تمام شہر کی آبادی کی روش کے ذمہ وار قرار دیئے جاتے ہیں۔ یا بعض فوجی فوائد کی خاطر یا کچھ ادائگی تاوان کے متعلق مجبور کرنا ہے اگر وہ شرائط جو حملہ آور دشمن پیش کی ہوں پوری نہ کی جائیں۔ تو ان آدمیوں کو جنہیں بطور یرغمال قبضہ میں لیا جاتا ہے۔ گولی ماردیجاتی ہے۔ ایسا یرغمال قوانین جنگ و اصول انسانیت و عدل کے بالکل منافی ہے دوسرا گاؤں کے بےگناہ باشندوں کا اس جرم میں مارا جانا ہے۔ کہ اس گاؤں میں سے کسی نے سپاہ پر فائر کئے تھے۔ اس کی نہ تو کوئی مثال مل سکتی ہے اور نہ ہی ایسی کارروائی کسی صورت میں جائز قرار دیجا سکتی ہے ایسے فعل جزو جنگ نہیں تسلیم کئے جا سکتے۔ کیونکہ بے ہتھیاری و معصومیت جنگ میں بھی قابل لحاظ تصور کیجاتی ہے جیسا کہ تجارتی جہازوں اور بے ہتھیار اہل جہاز کا غرق کر دینا قتل ہے۔ اول ہی اول کمیٹی نے ایسے افعال کا ارتکاب کی اطلاعات کو ناقابل یقین سمجھا۔ لیکن جس وقت لیج اور دیگر قصبوں کے حالات کے متعلق اطلاعات موصول ہوئیں۔ تو کمیٹی اسبات کا یقین کرنے پر مجبور ہو گئی۔ کہ جو کچھ بیان کیا جاتا ہے واقعی وقوع میں آیا ہے۔ پھر یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ ایسا کیسے ہو سکتا تھا۔ وہ تعدیاں جو حال ہی میں بلجیم میں کی گئیں عام طور پر ایک ہی قسم کی اور عالمگیر ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ وہ محض اظہار درد و تکلیف کا زبانی علاج نہیں ہے۔ ان سے یہ صاف ٹپکتا ہے کہ یہ زیادتیاں خاص احکامات کے موجب عمل میں لائی گئی ہیں۔

## غیر مصافی آبادی سے جرمنوں کا سلوک

غیر مسلح آبادی کے قتل کے متعلق کافی کہا جا چکا ہے ایسے مظالم جرمن افواج کے فرانس میں داخل ہو نیپر بھی برابر جاری ہے۔ مندرجہ ذیل کہانی مثال کے طور پر قابل ملاحظہ ہے جو ایک غیر کمیشن یافتہ انگریز کی لکھی ہے:- مارن کے بعد ۱۶ یا ۱۷ ستمبر کو جرمنوں کی پسپائی کے وقت میں پانچ پرائیویٹوں کے ساتھ پیٹرول ڈیوٹی پر تھا۔ ہم ایک موضع کی ½ ۲ بجے کے قریب اہلان کے ایک پیٹرول کے لئے تلاش کر رہے تھے۔ آخر وہ ہمیں ایک گھر میں مل گئے۔ تقریباً بارہ تھے مگر ہم نے انہیں گھوڑوں پر سوار ہونیکی مہلت نہ دی۔ اور وہیں چت کر دیا۔ ایک عورت بھی ان میں سے ماری گئی۔ اسکا بایاں بازو کہنی کے نیچے سے کٹ گیا تھا۔ اور تمام فرش پر خون کے چھینٹے گرے ہوئے تھے۔ دوسری عورت زندہ تھی لیکن بالکل بیہوش۔ اسکی ٹانگ گھٹنے کے اوپر سے کٹ گئی تھی۔ وہاں دو بچے بھی تھے جن میں سے لڑکے کی عمر ۴ سال اور لڑکی کی تقریباً چھ سال تھی۔ لڑکے اور لڑکی کے دائیں اور بائیں ہاتھ کی کلائی بالکل اڑ چکی تھی اور وہ ہر دو بالکل زردہ تھے۔ جرمنوں کی تعدی سے فرقہ اناث محفوظ نہ تھا۔ لیج کے ایک شاہد کے بیانات سے پتہ چلتا ہے۔ کہ کیسے

شہر کی مارکیٹ میں برسر عام سپاہیوں نے افسروں کی مدد سے مستورات کی عصمت ریزی کی۔ ارشوٹ میں ان تمام مرد اور عورتوں کو گولی سے اڑا دیا گیا۔ جو کہ جلتے ہوئے مکانوں میں جان بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیج اور لوین میں عورتوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا گیا۔ کیونکہ جرمن سپاہیوں نے انہیں اپنی جان بچانے نہ دی۔ ایک رحمدل جرمن ارشوٹ کی تباہی پر بے ساختہ چلا اٹھا۔ میں خود ایک بال بچوں دار آدمی ہوں میں اسکا متحمل نہیں ہو سکتا۔ یہ جنگ نہیں بلکہ قتل و غارت ہے یہ کہنا بے درست ہے۔ کہ سنگین جرائم کی حالت میں بعض اوقات سخت سزائیں دیگئیں۔ ایس پر جرمنوں کی پسپائی کے وقت بہت سی عورتوں اور لڑکیوں سے بدسلوکی کی گئی۔ اور انہیں مار ڈالا گیا۔ ہمیں تمام کے تمام قبیلوں اور بچوں کے قتلوں کے واقعات کی باقاعدہ اطلاعیں موصول ہوئی ہیں۔ دو حالتوں میں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قبیلہ کو زندہ جلانے کا منصوبہ پہلے ہی سے سوچ لیا گیا تھا... ضروری ہے کہ حکام کو معلوم ہو۔ کہ ایسے ظلموں کا ارتکاب کیا جا رہا ہے۔ اور اس میں بھی کسی کو شک نہیں ہو سکتا۔ کہ جرمن افسر جس وقت چاہتے ایسے مظالم کو بند کر سکتے تھے۔

## سویلنیوں سے سلوک

جرمنوں کے سویلینوں کو بطور پردے یا چک کے استعمال کرنے کے متعلق کافی شہادت موجود ہے کہ جرمن سپاہیوں نے اپنے افسروں کے عین سامنے اور انکی ہدایات کے بموجب اکثر ایسا کیا۔ پیر و جوان مرد و عورت کو متواتر اس میں لایا گیا۔ ایک یا دو حالتوں کو بطور مثال کے بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ اوائل ستمبر میں سات یا آٹھ عورتوں پانچ یا چھ بچوں کو بعض جرمن سپاہیوں نے لینڈرلیز اور گوس کے درمیان سنیز میں ایسے استعمال کیا۔ اور تقریباً دس بچوں کو ایک رستے میں باندھ کر جرمن سپاہ کے آگے کر لیا۔ دلبرگ کے قریب کچھ سویلینوں بچوں اور ایک بوڑھے آدمی اور عورت کو رسے میں باندھ کر جرمن سپاہ کے آگے کر لیا گیا جرمن افسر اس وقت موجود تھے۔ اور انہوں نے ہر اس عورت کے کلیجے میں سنگین گھونپ دی جس نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا ؛

## قیدیوں اور مجروحین کا قتل

یہ ممکن ہے کہ ایسے واقعات ظاہراً نہ ہوں۔ اور ضوابط جنگ کے بالکل منافی نہ ہوں۔ اور بعض اوقات نازک حالات اس امر کے مقتضی ہوں۔ لیکن کمیٹی کی رائے ہے کہ ممکن سے ممکن رعایت دینے کے بعد بھی بعض مثالیں ایسی باقی رہجاتی ہیں۔ جن سے یہ صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اشخاص کو رہائش سے محروم کر دیا گیا۔ جو کہ ہتھیار ڈالنے چاہتے تھے حالانکہ قواعد جنگ کی رو سے ایسا نہیں کیا جانا چاہیئے تھا۔ کہ ان مجروحین کو جو عمر کے لئے بیکار رہ گئے تھے۔ بیفائدہ گولی سے مار ڈالا گیا۔ ہسپتالوں صلیب احمر اور چارپایاں اٹھانیوالوں پر گولہ باری کے متعلق ثابت کرنا مشکل ہے کہ ایسا ارادۃً کیا گیا پھر خاص کر ان ایام میں جبکہ توپخانہ کی زد بہت وسیع ہے پالکی اٹھانیوالوں پر گولہ باری کے متعلق کافی شہادت موجود ہے۔ انجمن صلیب احمر کے بعض زخمیوں سے بدسلوکی کے واقعات بالکل یقینی ہیں۔ آتشباری کے بہت سے واقعات ہیں۔ بعض اوقات بہت تھوڑے فاصلے سے ان شیشیوں سے گولہ باری کی گئی۔ جو کہ جرمن صلیب احمر کے خیموں میں پوشیدہ رکھی ہوئی تھیں۔ ہارمونٹ کے قریب جرمن سپاہیوں نے جو بلجیم یونیفارم میں تھے اسکا بہت برا استعمال کیا۔ افسروں کے احکامات کے بموجب صلیب احمر کی موٹر سامان جنگ کیلئے استعمال کرنے کے متعلق بھی ایک معتبر شہادت موجود ہے ہو سکتا ہے کہ یہ تمام واقعات بالکل غلط ہوں۔ جیسا کہ کمیٹی کی رائے میں ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یہ تمام حرکات دیدہ دانستہ ارادۃً عمل میں لائی گئی ہیں۔ اور یہ ناممکن ہے کہ سپاہیوں نے بغیر افسروں کے ہی صلیب احمر کی ایک موٹر کو مشین توپ سے مسلح کر لیا ہو۔ ایک جھونپڑی پر جس پر کہ صلیب احمر کا جھنڈا اڑ رہا تھا۔ گولی باری کا بھی ایک واقعہ ہے جو کہ ہرگز ہرگز اتفاقیہ نہیں ہو سکتا۔ سفید جھنڈے کی بیعزتی کے واقعات عام ہیں۔ بعض اوقات ایک فوج کی فوج ظاہرا طور پر ہتھیار ڈالنے کے لئے بڑھی اور اس فریب وہ اطاعت کے استقبال کے لئے جب مقابل کی فوج قریب آئی۔ تو انہوں نے اسپر فوراً گولہ باری شروع کر دی۔ ایسی کارروائی کے متعلق اکثر برطانوی سپاہی اور افسر بھی شہادت دے سکتے ہیں۔ بعض اوقات آتشباری ایک مشین والی توپ سے کی گئی۔ جسے کہ دشمن سفید جھنڈے کی آڑ میں لایا تھا۔ ہماری رائے میں ایسے جرائم کی کثرت اور ان کے ارادۃً اور بموجب احکام کئے جانے کے کافی شہادت موجود ہے۔ اور بہت سی حالتوں میں ایسا ہماری فوج نے کیا۔ وہ تمام واقعات جنکا رپورٹ کے ان حصہ میں ذکر کیا گیا۔ معاہدہ ہیگ کے بالکل منافی ہیں ؛

## عام نتائج

وہ افعال شنیعہ جن کی ۳۰۰ سال تک کوئی نظیر نہیں ملتی کمیٹی نے ان کے متعلق مختلف عنوانوں کے ماتحت جو شہادت بہم پہنچائی ہے اس سے کمیٹی کی رائے میں یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے۔ کہ (۱) بلجیم کے اکثر حصوں میں غیر مصافی آبادی کا قتل باقاعدہ اور ارادۃً عمل میں لایا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اور بہت سے ظلم کیے گئے۔ (۲) دوران جنگ میں عام طور پر بیگناہ و بلا تمیز مرد و عورت سویلینوں کو کثیر تعداد میں گولی سے اڑا دیا گیا۔ اور عورتوں کی آبرو ریزی کی گئی۔ اور انہیں مار ڈالا گیا (۳) جائداد کی تباہی مکانات کو جلانے اور لوٹنے کے متعلق باقاعدہ احکام جاری کئے گئے اور افسروں نے خفیہ طور پر مدد دی۔ اور لڑائی کے شروع میں آتش افروزی کے لئے باقاعدہ سامان بہم پہنچایا گیا۔ کہ آتشزدگی اور تباہی کے واقعات کثرت سے وقوع میں آئے۔ جہانکہ انکی فوجی نقطہ خیال سے کوئی ضرورت نہ تھی۔ بلکہ یہ مرعوب کن پالیسی کا ہی ایک جزو سمجھی گئیں۔ (۴) قواعد جنگ کی عام طور پر خلاف ورزی کی گئی۔ خاص سویلینوں کو بلجیم والوں کی آتشباری کے بچاؤ کے خیال سے آگے آگے لیجانے زخمیوں اور قیدیوں کو قتل کرنے صلیب احمر اور سفید جھنڈے کی استعمال کیں ؛

ممبران کمیٹی کی رائے ہے۔ کہ فرض منصبی کو مدنظر رکھتے۔ ان تمام واقعات کی شہادت کے بموجب بالتفصیل پیش کرنے میں وہ اپنے فرض کو سرانجام نہیں دیں گے۔ بلجیم کے اکثر حصوں میں قتل لوٹ اور غارت ایسا نازل ہوا۔ کہ گذشتہ تین سو سالوں کے عرصہ میں مہذب قوموں کے درمیان جو جنگیں ہوئیں۔ ان میں اس کی نظیر بالکل مفقود ہے۔ جو کچھ کہ شہادتوں سے ثابت ہوتا ہے اسے ٹھیک بیان کرنے کے بعد ہم سمجھینگے۔ کہ ہم نے اپنا فرض پورا کر دیا۔ لیکن ہمیں اس یقین کے اظہار کی ضرور اجازت دی جائے۔ کہ یہ انکشافات فضول نہیں کئے گئے ہیں۔ بشرطیکہ ان کے مطالعہ سے انسانی ضمیر پر اثر ہوتا ہے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ خاتمہ جنگ کے بعد دنیا کی تمام اقوام اکٹھی ہو کر ایسے ظلموں کی تجدید کی بندش کے لئے ضوابط اور قواعد مرتب کریں گے۔ جنہیں کہ ہماری موجودہ نسل بچشم خود دیکھ رہی ہے۔ اس لئے ان الفاظ پر یہ رپورٹ ختم ہو جاتی ہے اخذ کردہ نتائج اور بھی قابل اعتبار سمجھے جائیں گے۔ کہ کمیٹی نے اس تمام کارروائی میں نہایت حزم و احتیاط سے کام لیا ہے اور فراخدلی سے ممبروں نے اپنے کام کو سرانجام دیا ہے۔ بعض لوگوں کی اب تک یہ رائے تھی۔ کہ بلجیم میں ظلموں کی داستان واقعی مبالغہ آمیز ہیں۔ لیکن اب اس کی تائید میں بہت کافی شہادت موجود ہے۔ کہ جو کچھ وقوع میں آیا۔ وہ اس سے بہت بدتر ہے۔ جس کی کہ ہمیں اطلاع دی گئی تھی ؛

# کسی جگہ کی سیر کا لطف

کبھی آ ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ اس جگہ کی گائڈ آپ کے پاس نہ ہو۔ کوئی انگریز گائڈ کے بغیر کسی شہر میں جانا پسند ہی نہیں کریگا۔ چاہے اس کے درجنوں دوست وہاں موجود ہوں۔ شملہ جاکر اگر آپ پورا لطف اٹھانا چاہتے ہیں۔ تو

## پنڈت ٹھاکردت شرماوت کی تیار کردہ

# سیرِ شملہ

کو پاس رکھو۔ اس کو پنڈت جی نے بڑے شوق سے خود ہر ایک جگہ کی سیر کرکے لکھا ہے۔ کل سیرگاہیں۔ میلے۔ پہاڑی لوگوں کے حالات ان کی رسوم۔ گورنمنٹ دکمیٹی کے قواعد عمارتوں اور انسٹیٹیوشنوں کا بیان۔ خرید و فروخت کی اشیاء رستے کے اور ارد گرد کے بیس بیس میل تک کے حالات۔ ہر سیرگاہ پر جانے کے وسائل ان کا مفصل بیان اس طرح کیا ہے۔ کہ گویا پڑھتے ہی آپ سیر کر رہے ہیں۔ وہاں کی بوٹیوں کا بھی بیان ہے۔ جو کہ دیکھنے کے قابل ہے۔ جو لوگ شملہ جانے والے ہوں۔ یا شملہ پہنچ گئے ہوں۔ ان سب کو فوراً اس کو منگوانا چاہیئے۔ آپ کا وہاں دوست ہے بھی۔ تو بھی ایسی کتب میں بہت سی باتیں ایسی ملتی ہیں۔ جو کہ ان کو معلوم نہیں ہوتیں۔ میں تو کہتا ہوں۔ جو شملہ نہیں جانا چاہتے۔ ان



کو بھی منگوا کر شملہ کی سیر کا گھر بیٹھے لطف اٹھانا چاہیئے۔

**کاش! کہ ہمارے لوگوں کے اندر رہنما کتب پاس رکھنے کا شوق زیادہ ہوتا۔**

قیمت برائے نام . . . . . . . ۸ ؍ فی جلد مجلد

ملنے کا پتہ:۔ مینیجر کارخانہ "امرت دھارا" لاہور (برانچ)

---

# ایک نعمت

## دق۔ سوزش حلق۔ دمہ کے مریضوں کے لئے ایک بڑی نعمت

کاسنتک گولیاں درحقیقت مذکورہ بالا امراض کا فوراً خاتمہ کر دیتی ہیں۔ اور پھیپھڑوں کے امراض کا مجرب علاج ہیں حلق کی غرغراہٹ آواز کے بھدے پن اور دوسری تمام شکایات کے لئے جو موسم کی تبدیلی یا سردی کے ہو جانے سے پیدا ہو جاتی ہیں ان گولیوں کے استعمال سے دور ہوتی ہیں۔ گویوں کیلئے بڑھاپے میں اپنی آواز برقرار رکھنے کیلئے بہت ضروری ہیں۔ قیمت فی ڈبیہ ۵۰ گولیاں ایک روپیہ (عہ)

دید شاستری منی شنکر گوندجی آسنتک نگرہ فارمیسی جام نگر کاٹھیاواڑ

# اطلاع

گذشتہ ایام میں مجھے بعض سلسلہ کی ضرورتوں کے لئے لائلپور اور گورداسپور کا سفر پیش آیا۔ اور پھر عزیز ابراہیم علی کی شادی کی تقریب نے مجھے کسی قدر اپنی طرف متوجہ کیا۔ ابھی شادی کے ضروری کاروبار سے فارغ ہوا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے سفر لاہور کی تقریب پیش آئی۔ اور مجھے حضرت اقدس کی خدمت میں ساتھ جانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اس قسم کی مصروفیتوں نے پچھلے دو نمبر وں کی اشاعت سے مجھے قاصر کردیا۔ ناظرین الحکم اسے خوب واقف اور آگاہ ہیں۔ کہ میں اخبار کے متعلق جملہ کام تنہا کرتا ہوں۔ اس لئے مرکز سے میری معمولی غیر حاضری بھی ہرج کا موجب ہوجاتی ہے۔ علاوہ بریں کاتب ابھی تک واپس نہیں آیا۔ ان حالات میں یہ پرچہ شائع ہونا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم سے میں متوقع ہوں۔ کہ وہ ایسے سامان مہیا کردے گا کہ ایسے عذر و اطلاع کی ضرورت پیش نہ آئے ❊

## شکریہ کا اظہار

جن احباب نے برخوردار ابراہیم علی کی شادی کی تقریب پر مجھے مبارکباد اور اظہار مسرت کے خطوط سے ممتاز فرمایا ہے۔ میں ان کی اس مسلم نوازی کیلئے فرداً فرداً شکریہ کے اظہار کا موقعہ نہ پاکر الحکم کے ذریعہ اظہار سپاس کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان تمام احباب کو جزاء خیر دے۔ وہ دعا کریں۔ کہ یہ تقریب ہر پہلو سے خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب ہو۔ اور ہر قسم کی دینی اور دنیوی برکات و حسنات کے نتائج پیدا کرنے والی ہو۔

الحکم کے خریدار اور سرپرست یاد رکھیں کہ جہانتک الحکم کے مالی معاملات پریس وغیرہ کی اشاعت اور بہتری کا انحصار ہے وہ خریداران کی اعانت اور باموقعہ اعانت سے وابستہ ہے۔ الحکم کا زیر بار کارخانہ مطالبہ اور یاددہانی کے خطوط لکھنے کے لئے سر دست نہ وقت پاسکتا ہے اور نہ اس کے فنڈز متحمل ہوسکتے ہیں۔



جن احباب کے نام وی۔ پی جاری ہوں۔ وہ وصول کریں۔ اور اگر انہیں حساب میں غلطی معلوم ہو۔ تو وی۔ پی امانت میں رکھ کر مطبع سے فیصلہ کرلیں۔ واپس کرنے سے کارخانہ کو ناقابل برداشت بوجھ سے مزید زیر بار نہ کریں۔

"خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر الحکم"